اللّٰہُ اللّٰہُ

شاہ بلیغ الدینؒ

ڈاکٹر آپریشن کے لیے تیار کھڑا تھا اور مریض میز پر لیٹا ہوا تھا۔ مریض کے پیر میں ایک ایسا زہریلا ناسور تھا کہ اُس کا پیر ٹخنوں سے کاٹ دینا ضروری تھا۔ ڈاکٹر نے خوب اچھی طرح دیکھ بھال کے اپنی ماہرانہ رائے دی۔ مریض نے جواب دیا— بسم اللہ! پیر کاٹ دیجیے! ڈاکٹر نے آپریشن کی تیاری شروع کی تو مریض سے کہا کہ — یہ پیالہ میں نے آپ کے لیے منگوایا ہے اسے پی لیجیے! مریض نے پوچھا— اس پیالے میں کیا ہے؟ ڈاکٹر نے کہا— نشہ آور عرق ہے۔ اس کے پینے سے آپ کو جراحی کی تکلیف نہ ہوگی۔ وفیات الاعیان میں ابن خلکان نے لکھا ہے کہ مریض نے کہا— آپریشن کے بعد زندہ رہوں گا یا مرجاؤں گا کچھ نہیں معلوم۔ اگر بچ جانے کا سو فیصد یقین بھی ہوتا تب بھی میں اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز ہرگز نہ پیتا۔

شراب حرام ہونے کے احکام مدنی زندگی میں آئے۔ اسلام شروع ہونے کے کوئی اٹھارہ انیس برس بعد۔ قرآن مجید نے اسے خمر کہا ہے— خمر کا مطلب ہے وہ جو عقل کو ڈھانک دے اور اُس میں خلل پڑ جائے۔ ہر چیز جس سے نشہ پیدا ہو وہ خمر ہے اور حرام ہے۔ اس میں شراب، افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، ہیروئن وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔

اسلام نے ابتدا ہی سے اسے برا اور قابل نفرت ٹھہرایا۔ چنانچہ سورۂ نحل میں ذکر ہے کہ کھجور اور انگور وہ پھل ہیں جو بطور نعمت عطا ہوئے ہیں۔ یہ پاک خوراک ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائی ہے اور تم اس سے اپنے لیے نشہ لانے والی چیز بنا لیتے ہو! یہ آیت مکی زندگی میں نازل ہوئی۔ خیال ہے کہ حبشہ کی ہجرت کے آس پاس اس کا اظہار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کو نشہ ناپسند ہے۔ مدنی زندگی میں سورۂ بقرہ، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ کی آیتیں نازل ہوئیں جن میں بتایا گیا کہ جوئے اور شراب میں بڑا گناہ ہے۔ ان کے فائدے ہیں لیکن کم، نقصانات بہت ہیں، آخری حکم آیا کہ اِن سے بچو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مطلق حرام ہیں۔

حضرت عروہ بن زبیر نے اپنے ڈاکٹر سے جو پاؤں کاٹنے کھڑا تھا کہہ دیا کہ تکلیف سے بچنے کے لیے شراب پینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ — پھر آپ بے ہوشی کی کوئی اور دوا پی لیجیے! جواب ملا کہ اگر میرا پیر

کٹتا ہے تو مجھے اس کی تکلیف محسوس ہونے دو! دوستوں نے دیکھا کہ یہ مانتے نہیں تو بولے— ٹھیک ہے! ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ آپریشن کے دوران میں یہیں رہیں گے۔ پوچھا— کس لیے؟ انھوں نے کہا— ہم تمھیں سنبھالنے کے لیے یہاں رہیں گے۔ شدید تکلیف میں صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ— ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔ یہ کہہ کر تسبیح وتہلیل میں مصروف ہوگئے۔ ڈاکٹر نے پیر کاٹ دیا لیکن اُف نہ کی۔ اللہ اللہ کہتے رہے۔ البتہ خون بند کرنے کے لیے زخم کا حصہ داغا گیا تو بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آیا تو چہرے سے پسینہ صاف کیا۔ اپنا کٹا ہوا پیر منگا کر دیکھا۔ بے اختیار زبان سے نکلا— اے پیر! اُس ذات کی قسم جس نے تجھ سے میرا بوجھ اٹھوایا، وہ خوب جانتا ہے کہ میں نے تجھے کسی حرام کام کے لیے نہیں چلایا۔

حضرت عروہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری حصے میں پیدا ہوئے اور ۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ مدینے کے سات مشہور فقہاء میں اُن کا شمار تھا۔ بڑے فیاض اور بڑے عابد وزاہد تھے۔ مزاج میں بڑی نفاست تھی اور بہتر سے بہتر پوشاک پہنتے تھے۔

پیر کٹنے سے کچھ پہلے عبدالملک سے ملنے گئے تھے۔ ساتھ صاحبزادے بھی تھے، جن کا نام محمد تھا۔ باپ بیٹے عبدالملک کے گھوڑے دیکھ رہے تھے۔ بیٹے نے ایک گھوڑے پر سواری کی۔ وہ ایسا شریر نکلا کہ اس نے انھیں بری طرح پٹک دیا اور وہ وہیں اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اس سانحے کے کچھ ہی دنوں بعد ابھی وہ شام ہی کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اُن کا اپنے پیر کا زخم بگڑا اور جراح نے پیر کاٹ دیا۔

ابنِ جوزی نے لکھا ہے کہ دعا کرتے تو فرماتے— اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ چار ہاتھ پاؤں میں سے تو نے ایک ہی کو لیا اور تین صحیح سلامت رکھے۔ چار لڑکوں میں سے ایک کو اٹھا لیا اور تین میرے لختِ جگر چھوڑ دیئے۔ تو نے اے اللہ! تھوڑا لیا اور بہت کچھ عطا فرمایا ہے تیرا شکر کس منہ سے ادا کروں!

(''طوبیٰ'' ص ۹، ۱۰، ۱۱)

☆☆☆